✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرتِ صحابہؓ
وقت5-7منٹ

صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات

(بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے؛

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (المومن:41)

اور مرد اور عورت میں سے جو بھی نیکی کرے گا اور وہ مومن ہو گا پس یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔اس میں انہیں بے حساب رزق عطا کیا جائے گا۔

حامل تھی ان کی زندگی بے حد سرور کی
کیوں کہ ملی تھی ان کو غلامی حضور کی

معزز سامعات! مَیں آج آپ کے سامنے **صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات** پیش کرنے جارہاہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء کے موقع پر مستورات کے اجلاس میں بیان فرمائے۔اِس تقریر میں آپ کے خطاب کے آخری حصہ کے واقعات بیان ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **قرونِ اولیٰ کی خواتین کے ایمان کا معیار اتنا بلند تھا** کہ اپنے خاوندوں کی محبت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کرتی تھیں۔ایک ایسی عورت کا واقعہ سنیں جس نے خدا تعالیٰ کے مقابلے میں نہ صرف اپنے خاوند کی محبت کو ٹھکرایا بلکہ اسے ملامت بھی کی۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں متعدد جنگیں ہوئیں مگر ان میں سے سب سے زیادہ خطرناک جنگ وہ تھی جب یہ خبر آئی کہ روما کی فوجیں عرب پر حملہ کرنے کے لیے آرہی ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا کہ عرب کے مقابلے میں روما کی اس وقت ایک ایسی ہی طاقت تھی جیسے انگریزوں کے زمانے کی جب انگریزوں کی تمام دنیا پہ حکومت تھی۔جس طرح انگریزوں کی طاقت ہے یا آجکل ہم امریکہ کی طاقت سمجھ لیں۔یعنی اتنی بڑی طاقت تھی جو کسی دس بارہ لاکھ کی آبادی کے مقابلے پر حملہ کردے۔بہت بڑی طاقت چھوٹی طاقت کے اوپر حملہ کردے۔اس وقت روما کی حکومت میں لبنان کا ملک شامل تھا، آرمینیا تھا، سارا ترکی شامل تھا، روس کے کچھ حصے شامل تھے، آسٹریا تھا، ہنگری تھا، لیبیا تھا، افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ جو حصے تھے وہ بھی روما کے ماتحت تھے۔ان سب ملکوں کی کل آبادی اس وقت دوکروڑ تھی لیکن ان کے مقابلے میں عرب کی کل آبادی دواڑھائی لاکھ تھی۔پھر وہ روپے والے امیر لوگ تھے۔بڑی طاقت تھی۔غرض مسلمانوں پر سب سے زیادہ نازک موقع اس وقت آیا جب انہوں نے یہ خبر سنی کہ روما کی حکومت عرب پر حملہ آور ہو رہی ہے۔چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا کہ بجائے اِس کے کہ روما کی فوجیں ہم پر حملہ آور ہوں مناسب ہو گا کہ ان کے مقابلے کے لیے ہم خود باہر جائیں۔چنانچہ آپؐ دس بارہ ہزار افراد پر مشتمل ایک فوج ساتھ لے کر روما کے لشکر کے مقابلے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔اس موقع پر آپؐ نے حکم دے دیا کہ سب مخلص مومن اس جنگ کے لیے چل پڑیں۔اِس سے قبل آپؐ نے خود ایک صحابی کو کسی کام کے لیے باہر بھیجا تھا۔جب آپؐ مقابلے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوگئے تو وہ صحابی واپس آئے اور جس کام کے لیے بھیجا گیا تھا اس سے مدت کے بعد وہ گھر واپس آئے تھے۔جب مدینے پہنچے تو انہیں صرف اتنا پتہ لگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے باہر گئے ہوئے ہیں۔دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دُور سے آتا ہے اور دیر کے بعد گھر آتا ہے تو قدرتی طور پر وہ اپنی بیوی سے پیار کرتا ہے۔وہ صحابی بھی گھر آئے اور چاہا کہ بیوی سے پیار کریں مگر اُس نے پرے ہٹا کر کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں اور تجھے بیوی سے پیار سوجھ رہا ہے۔اِس کا اِس صحابی پہ اتنا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر

جنگ کے لیے باہر چلے گئے۔ اب یہ خدا کی محبت اور اس کے خاوند کی محبت کا مقابلہ تھا۔ یہ نہیں کہ اس صحابیہ کو اپنے خاوند سے محبت نہیں تھی بلکہ جب یہ سوال آگیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف میں ہیں اور ان کا خاوند آرام میں ہے تو وہ برداشت نہ کر سکیں۔

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 623-624)

سامعات! ایک اور واقعہ سنیئے۔ حضرت ام شریکؓ نے جب اسلام قبول کیا تو مشرک رشتہ داروں نے ان کو ان کے گھر سے پکڑ لیا اور ان کو ایک بدترین مست اور شریر اونٹ پر سوار کر دیا اور ان کو شہد کے ساتھ روٹی دیتے رہے اور پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتے تھے اور انہیں سخت دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے جس سے ان کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ انہوں نے تین دن تک یہی سلوک روا رکھا اور پھر کہنے لگے جس دین پر تم قائم ہو اس کو چھوڑ دو۔ حضرت ام شریکؓ کہتی ہیں کہ مَیں ان کی بات نہ سمجھ سکی۔ ہاں چند کلمے سن لیے۔ پھر مجھے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ توحید کو چھوڑ دو۔ فرماتی ہیں۔ **مَیں نے کہا اللہ کی قسم! میں توحید پر قائم ہوں چاہے مر جاؤں۔**

(طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 123)

سامعات! پھر تکالیف برداشت کرنے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پر توکل اور کامل ایمان کے واقعات ہیں۔ حضرت زنّیرہؓ رومی اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھیں۔ انہوں نے اسلام کے آغاز میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ مشرکین آپ کو اذیتیں دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ بنو مخزوم کی لونڈی تھیں اور ابوجہل آپ کو اذیت دیا کرتا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنو عبد الدار کی لونڈی تھیں۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کی بینائی چلی گئی۔ اس پر مشرکین نے کہا لات اور عزیٰ، یہ اس زمانے میں مشرکوں کے دو بڑے بت تھے، نے ان دونوں کے انکار کی وجہ سے زنّیرہ کو اندھا کر دیا ہے۔ اس پر حضرت زنّیرہؓ نے کہا۔ لات اور عزیٰ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان دونوں کی عبادت کون کرتا ہے۔ یہ بت ہیں انہوں نے مجھے کیا کرنا ہے۔ یہ تو آسمان سے ہے یعنی خدا کی منشا ہے۔ بیماری مجھ پہ آئی ہے اور میرا رب میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے۔ اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس نے بینائی لی ہے تو لوٹا بھی سکتا ہے۔ میری نظر بغیر کسی علاج کے ٹھیک کر سکتا ہے۔ لکھا ہے کہ اگلے دن انہوں نے اس حالت میں صبح کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بینائی لوٹا دی تھی۔ نظر آنے لگ گیا۔ صبح اٹھیں تو آنکھیں بالکل صاف تھیں۔ ٹھیک تھیں۔ اس پر قریش نے کہا کہ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جادو کی وجہ سے ہوا ہے کہ رات کو اس نے کوئی جادو کر دیا تو تمہاری نظر واپس آ گئی۔ لیکن وہ مانے نہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پہ فضل ہوا ہے۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے ان کی تکالیف دیکھیں جو ان کو پہنچائی جاتی تھیں تو آپؓ نے ان کو خرید لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر آزاد کروا دیا۔

(اسد الغابہ جلد 7 صفحہ 124)

اسی طرح ایمان پر قائم رہنے اور جان کی قربانی کے لیے تیار رہنے کا ایک واقعہ یوں ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بنو مؤمّل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے۔ وہ لونڈی مسلمان تھی۔ عمر بن خطاب اس کو ایذا دے رہے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ حضرت عمرؓ ان دنوں ابھی مشرک ہی تھے، اسلام نہیں لائے تھے اور وہ انہیں، اس لونڈی کو مارا کرتے تھے یہاں تک کہ جب وہ تھک جاتے تو کہتے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے تمہیں صرف تھکاوٹ کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ اتنا مارتے تھے کہ حضرت عمرؓ تھک جاتے تھے لیکن انہوں نے کبھی اسلام سے انکار نہیں کیا۔ اس پر وہ کہتیں۔ اللہ تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کرے گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسے بھی خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 236)

پھر ایک عورت کا اپنے بیٹوں کو دین کی خاطر قربان کرنے کے واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے: "حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو کسریٰ میدان جنگ میں ہاتھی لایا۔ اونٹ ہاتھی سے ڈرتا ہے اس لئے وہ انہیں دیکھ کر بھاگتے تھے اور اس طرح مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا اور بہت سے مسلمان مارے گئے۔ آخر ایک دن مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو آج ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں جب تک دشمن کو شکست نہ دے لیں۔ ایک عورت حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدانِ جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگیں کہ پیارے بیٹو! تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں ساری جائیداد تباہ کر دی تھی... اور جب تمہارا باپ مرا تو اس نے کوئی جائیداد نہ چھوڑی۔ میں اس وقت جوان تھی تمہارے باپ کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ کوئی سکھ نہیں دیا اس نے مجھے زندگی میں۔ پھر اپنی زندگی میں اس نے میرے ساتھ کوئی حسنِ سلوک بھی نہ کیا تھا اور اگر عرب کے رسم ورواج کے مطابق مَیں بدکار ہو جاتی تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔ مگر میں نے اپنی تمام عمر نیکی

سے گزاری۔ اب کل فیصلہ کُن جنگ ہونے والی ہے۔ اور مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یا موت ہے یا جیت۔ میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں۔ کل کفر اور اسلام میں مقابلہ ہو گا اگر تم فتح حاصل کئے بغیر واپس آئے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور کہوں گی کہ مَیں ان کو اپنا کوئی بھی حق نہیں بخشتی۔ اس طرح اس نے اپنے چاروں بیٹوں کو جنگ میں تیار کر کے بھیج دیا اور پھر گھبرا کر خود جنگل میں چلی گئی اور وہاں تنہائی میں سجدہ میں گر کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگی اور دعا یہ کی کہ اے میرے خدا! مَیں نے اپنے چاروں بیٹوں کو دین کی خاطر مرنے کے لئے بھیج دیا ہے لیکن تجھ میں یہ طاقت ہے کہ ان کو زندہ واپس لے آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ مسلمانوں کو فتح بھی ہو گئی اور اس کے چاروں بیٹے بھی زندہ واپس آ گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایمان بالآخرۃ کی تفصیل میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"یہ جرأت اور بہادری ایمان بالآخرۃ ہی کا نتیجہ تھی۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ دنیا کی نجات اسلام سے وابستہ ہے اور ہم خواہ مارے بھی جائیں تب بھی پرواہ نہیں کیونکہ دنیا بچ جائے گی اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 338-339)

سامعات! پھر حضور صحابیات میں اپنے بچوں کے اندر خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت اور تعلق پیدا کرنے کی تڑپ کے متعلق فرماتے ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے حمل سے تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ مَیں مکے سے نکلی اور مَیں حمل کی مدت پوری کر چکی تھی۔ چنانچہ مَیں مدینے پہنچی اور قبا میں اتری اور قبا میں مَیں نے اس کو یعنی بیٹے کو جنا۔ پھر مَیں اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مَیں نے اس کو آپؐ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور منگوائی اور اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں ڈالی اور جو پہلی چیز اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا۔ پھر اس کو کھجور کے ذریعے گھٹی دی گئی۔ پھر آپؐ نے اس کے لیے دعا کی اور اس کے لیے برکت چاہی اور عبد اللہ بن زبیر وہ پہلا بچہ تھا جو ہجرت کے بعد اسلام میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحابیات کی قربانیوں کے ذکر کو جاری رکھتے ہوئے بچپن میں کس طرح تربیت کیا کرتی تھیں؟ کے حوالے سے فرمایا۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپؐ نے ہمیں سلام کیا۔ پھر مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ مجھے بلایا اور بڑی رازداری سے ایک کام بتایا اور اس کے لیے بھیجا۔ کہتے ہیں میں گھر کچھ تاخیر سے گیا، لیٹ ہو گیا گھر جانے میں۔ اپنی ماں کے پاس آیا تو اس نے کہا تمہیں کس چیز نے روکے رکھا؟ اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام سے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا آپؐ کا کیا کام تھا جس کے لیے تم گئے تھے۔ مَیں نے کہا یہ راز ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ **پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ہرگز کسی کو نہ بتانا۔**

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ)

حضرت مصلح موعودؓ تاریخ کے واقعات میں سے **تربیت اولاد اور اس کے نتیجے میں مضبوطیٔ ایمان** کے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "آدھی رات کے بعد پھر وادیٔ عقبہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے مسلمان جمع ہوئے۔ اب آپؐ کے ساتھ آپؐ کے چچا عباسؓ بھی تھے۔ اِس دفعہ مدینہ کے مسلمانوں کی تعداد تہتر تھی۔ ان میں باسٹھ خزرج قبیلہ کے تھے اور گیارہ اوس کے تھے اور اس قافلہ میں دو عورتیں بھی شامل تھیں جن میں سے ایک بنی نجار قبیلہ کی اُمِ عمارہؓ بھی تھیں۔ چونکہ مصعبؓ کے ذریعہ سے اِن لوگوں تک اسلام کی تفصیلات پہنچ چکی تھیں۔ یہ لوگ ایمان اور یقین سے پُر تھے۔ بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ لوگ آئندہ اسلام کا ستون ثابت ہونے والے تھے۔ اُمِ عمارہؓ جو اس دن شامل ہوئیں انہوں نے اپنی اولاد میں اسلام کی محبت اتنی داخل کر دی کہ ان کا بیٹا خبیبؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب کے لشکر کے ہاتھ میں قید ہو گیا تو مسیلمہ نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کیا تُو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ خبیبؓ نے کہا۔ ہاں!۔ پھر مسیلمہ نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں؟ خبیبؓ نے کہا۔ نہیں!۔ اس پر مسیلمہ نے حکم دیا کہ ان کا عضو کاٹ لیا جائے کوئی ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جائے۔ تب مسیلمہ نے پھر ان سے پوچھا۔ "ایک ہاتھ کٹ گیا تو پھر پوچھا "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ خبیبؓ نے کہا ہاں!۔ پھر اس نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں؟ خبیبؓ نے کہا۔ نہیں!۔ پھر اس نے آپؓ کا ایک دوسرا عضو کاٹنے کا حکم دیا۔ ہر عضو کاٹنے کے بعد وہ سوال کرتا جاتا تھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں اور خبیبؓ کہتا تھا کہ نہیں۔ اِسی طرح اس کے سارے اعضا کاٹے گئے اور آخر میں اِسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے وہ خدا سے جاملا۔ خود اُمِ عمارہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سی جنگوں میں شامل ہوئیں۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 220-221)

یہ ام عمارہ کی تربیت تھی جس نے بچے کو اپنے ایمان میں اس طرح پکا کیا ہوا تھا۔ **پس یہ وہ مائیں تھیں جنہوں نے ایمان اپنے بچوں کی رگوں میں دوڑا دیا تھا اور یہی وہ ایمان کا معیار ہے جو اسلام کی ترقی کا ذریعہ ہے اور یہی وہ معیار ہے جو ہمیں اپنے اندر اور اپنی اولادوں کے اندر پیدا کرنا ہے تا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ہم اپنا کردار ادا کر سکیں۔**

حضور ایدہ اللہ نے آخر پر فرمایا۔ پس یہ صرف سننے والی کہانیاں نہیں بلکہ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے بھی دین کی ترقی اور خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑنے کے لیے ان مثالوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ عبادات کے معیار، عشقِ رسول کے معیار، مالی و جانی قربانیوں کے معیار ہم نے قائم کرنے ہیں۔ بے شک آج بہت سی احمدی خواتین مالی قربانیوں کے بہت اعلیٰ نمونے دکھا رہی ہیں۔

پس جہاں جانی قربانی کا سوال ہے تو آج گو جماعت احمدیہ کو ہی دین کی خاطر جان قربان کرنے کا امتیاز حاصل ہے اور یہ بھی ماؤں کی تربیت کا اثر ہے۔ یقیناً مردوں کی قربانیوں کا ثواب ان کی ماؤں کو بھی ملتا ہے۔ **آج بھی جماعت میں ایسی عورتیں ہیں جو دین کی خاطر اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔**

آج سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی عبادتوں کے معیار بلند تر کرنے کی کوشش کی جائے۔ عشقِ رسول میں بڑھتے چلے جانے کی کوشش کی جائے۔ تربیتِ اولاد کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ ان کی گھٹی میں دین کی اہمیت اس طرح ڈالیں کہ وہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اپنی دعاؤں میں اس قدر زور اور درد پیدا کریں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے اور ہمارے بچے دنیا کی ہوا و ہوس میں پڑنے کی بجائے خدا تعالیٰ کے دین کے سیکھنے، اس سے تعلق پیدا کرنے اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ دل میں پیدا کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت کو یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(مُلخّص از الفضل انٹرنیشنل 5 ستمبر 2024ء)

خوب صورت بھی تھیں، خوب سیرت بھی تھیں
شب تہجد میں، دن بھر رہیں صائمہ

۞۞۞۞